

اس سے مراد یہ ہے کہ نہایت سخت عذاب سے ہلاک کرتے۔ (اربعین کا صلہ عاشیہ)

اقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا

نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تفرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بیخبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمیں ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تاہو کہ تمہارے دلوں پر اُس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو۔ بیچگانہ نمازیں کیا چیز ہیں وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے اُن کا وارد ہونا ضروری ہے (۱) پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے۔

(۲) دوسرا تغیر اُس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اُس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

(۳) تیسرا تغیر تم پر اُس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بجلی امید منقطع ہو جاتی ہے مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرار داد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گزر جاتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اُس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

(۴) چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جبکہ فرد قرارِ داجرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنا یا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس میں کے تم حوالہ کئے جاتے ہو سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشا مقرر ہے۔

(۵) پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جو شش مارتا ہے اور تمہیں اُس تاریکی سے نجات دیتا ہے مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخر کار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم بچگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظلمت ہیں۔ نمازیں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لئے لائے گا پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔

(کشتی نوح ۶۳ تا ۶۵ طبع اول)

یاد رکھو کہ یہ جو پانچ وقت نماز کے لئے مقرر ہیں یہ کوئی تحکم اور جبر کے طور پر نہیں بلکہ اگر غور کرو تو یہ راصل روحانی حالتوں کی ایک عکس تصویر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اَقِمْ الصَّلَاةَ لِذُلُوکِ الشَّمْسِ یعنی قائم کرو نماز کو دلوک الشمس سے۔ اب دیکھو اللہ تعالیٰ نے یہاں قیام صلوة کو دلوک الشمس سے لیا ہے دلوک کے معنوں میں گواختلاف ہے لیکن دوپہر کے ڈھلنے کے وقت کا نام دلوک ہے۔ اب دلوک سے لے کر پانچ نمازیں رکھ دیں۔ اس میں حکمت اور ستر کیا ہے قانون قدرت دکھاتا ہے کہ روحانی تذلل اور انکسار کے مراتب بھی دلوک ہی سے شروع ہوتے ہیں اور پانچ ہی حالتیں آتی ہیں پس یہ طبعی نماز بھی اُس وقت سے شروع ہوتی ہے جب حزن اور غم کے آثار شروع ہوتے ہیں۔ اُس وقت جبکہ انسان پر کوئی آفت یا مصیبت آتی ہے کو کس قدر تذلل اور انکساری کرتا ہے۔ اب اُس وقت اگر زلزلہ آوے تو تم سمجھ سکتے ہو کہ طبیعت میں کیسی رقت اور انکساری پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح پرسوچو کہ اگر مثلاً کسی شخص پر نالیش ہو تو سمن یا وارنٹ آنے پر اس کو معلوم ہوگا کہ فلاں دفعہ فوجداری یا دیوانی میں نالیش ہوئی ہے۔ اب بعد مطالعہ وارنٹ اس کی حالت میں گویا نصف النہار کے بعد زوال شروع ہوا کیونکہ وارنٹ یا سمن تک تو اُسے کچھ معلوم نہ تھا۔ اب خیال پیدا ہوا کہ خدا جانے ادھر کیل ہو یا کیا ہو؟ اس قسم کے ترددات اور تفکرات سے جو زوال پیدا ہوتا ہے یہ وہی حالت دلوک ہے اور یہ پہلی حالت ہے جو نماز ظہر کے قائم مقام ہے اور اس کی عکس حالت نماز ظہر ہے۔ اب دوسری حالت اس پر وہ آتی ہے جبکہ وہ

کمرہ عدالت میں کھڑا ہو۔ فریق مخالف اور عدالت کی طرف سے سوالات جرح ہو رہے ہیں اور وہ ایک عجیب حالت ہوتی ہے۔ یہ وہ حالت اور وقت ہے جو نماز عصر کا نمونہ ہے کیونکہ عصر گھوٹنے اور پھوٹنے کو کہتے ہیں۔ جب حالت اور بھی نازک ہو جاتی ہے اور فرد قرار داد جرم لگ جاتی ہے تو یاس اور ناامیدی بڑھتی ہے کیونکہ اب خیال ہوتا ہے کہ سزا مل جاوے گی یہ وہ وقت ہے جو مغرب کی نماز کا عکس ہے۔ پھر جب حکم سنایا گیا اور کنسٹیبل یا کورٹ اسپیکر کے حوالہ کیا گیا تو وہ روحانی طور پر نماز عشاء کی عکسی تصویر ہے۔ یہاں تک کہ نماز کی صبح صادق ظاہر ہوئی اور اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا کی حالت کا وقت آ گیا تو روحانی نماز فجر کا وقت آ گیا اور فجر کی نماز اس کی عکسی تصویر ہے۔

(رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء ۱۶۶-۱۶۷)

وَمِنَ الْاَيْلِ فَتَهَجَّدُ بِهِ نَافِلَةً لَّكَ عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ
مَقَامًا مَّحْمُودًا ۝

عَسَىٰ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا خدا تجھے اس مقام پر اٹھائے گا جس میں تو تعریف کیا جائے گا۔
(تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات) جلد دوم ص ۹۳)
عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تیری تعریف کی جائے گی یعنی گواہوں میں احمق اور نادان لوگ بد باطنی اور بدظنی کی راہ سے بدگوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں لیکن آخر خدا نے تعالیٰ کی مدد کو دیکھ کر شرمندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہوگی۔

(تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات) جلد اول ص ۱۱۱)

وہ وقت قریب ہے کہ میں ایسے مقام پر تجھے کھڑا کروں گا کہ دنیا تیری حمد و ثنا کرے گی۔

(دافع البلاء ص ۵)

وَقُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجِ
صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ۝

قُلْ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مَدْخَلَ صِدْقٍ... خدا سے اپنے صدق کا ظہور مانگ۔

(بحوالہ تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات) جلد ۶ صفحہ ۵۴)

کہہ کہ خدا یا پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ (دافع البلاء صفحہ ۲)

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝

کئی مقام قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت (صلعم) منظر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے چنانچہ قرآن شریف میں اس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جل شانہ اور قرآن شریف اور آنحضرت (صلعم) ہیں اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں سو دیکھو اپنے نام میں خدائے تعالیٰ نے آنحضرت (صلعم) کو کیونکر شامل کر لیا اور آنحضرت کا ظہور فرمانا خدا تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا۔ ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان معہ اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا اور اس کی تعلیمیں ذلیل اور حقیر ہو گئیں اور اس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی۔ اسی جامعیت نامہ کی وجہ سے سورہ آل عمران جزو تیسرے میں مفصل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و قرار لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالیت شان ختم الرسل پر جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ اور ان کی اس عظمت اور جلالیت کی شان اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو۔ اسی وجہ سے حضرت آدم صغی اللہ سے لے کر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسول گزرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالیت آنحضرت (صلعم) کا اقرار کرتے آئے ہیں۔

(سرمہ چشم آریہ ۲۲۹-۲۳۲ حاشیہ)

حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل بھاگنے والا ہی ہے۔ (آسمانی فیصلہ ٹائٹل بیچ)

حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل کب حق کے مقابل ٹھہر سکتا ہے۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۴)

حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے ایک دن بھاگنا ہی تھا۔ (تریاق القلوب ص ۶ حاشیہ)

کہہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا۔ (ضمیمہ تحفہ گولڈورڈ ص ۲۴)

آیا حق اور بھاگ گیا باطل تحقیق باطل ہے بھاگنے والا۔

(تبلیغ رسالت (مجموعہ اشتہارات) جلد اول ص ۹۹)

هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَ لٰعَلٰى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۝

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں دو لفظ ہدی اور حق کے رکھے ہیں۔ ہدی تو یہ ہے کہ اندر روشنی پیدا کر کے معتمہ نہ رہے یہ گویا اندرونی اصلاح کی طرف اشارہ ہے جو مہدی کا کام ہے اور حق کا لفظ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ خارجی طور پر باطل کو شکست دیوے چنانچہ دوسری جگہ آیا ہے جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اور خود اس آیت میں بھی فرمایا ہے لِيُظْهِرَ عَلَى الدِّينِ كَلِمَةً یعنی اُس رسول کی آمد کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ حق کو غلبہ دے گا یہ غلبہ تلوار اور تفتنگ سے نہیں ہوگا بلکہ وجوہ عقلیہ سے ہوگا۔ (الحکم جلد ۶ ص ۱۳ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء ص ۱)

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ... قرآن شریف میں بھی یہ آیت بتوں کے ٹوٹنے اور اسلام کے غلبہ کے واسطے آئی ہے۔ (بدر جلد ۱ ص ۲۰ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۵ء ص ۲)

قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا

کُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ یعنی ہر ایک شخص اپنی فطرت کے موافق عمل کرتا ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۵۹ حاشیہ)

ہر ایک اپنے قوی اور اشکال کے موافق عمل کرنے کی توفیق دیا جاتا ہے۔

(جنگ مقدس ص ۵ پرچہ ۵ جون ۱۸۹۳ء)

ہر شخص اپنے مادہ اور فطرت کے مطابق عمل کر رہا ہے۔

(مکتوبات جلد ۵ ص ۲ مکتوب ۱۷ بنام حضرت منشی عبداللہ منور)

یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ بعض آدمی ایک قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسرے قسم میں کمزور۔ اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا بُرا۔ لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔ (البدر جلد ۳ ص ۳ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۰۲ء ص ۱)

ہر شخص اپنے قوی کے موافق کام کرتا ہے۔ (الحکم جلد ۹ ص ۲ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۵ء ص ۱)

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ